

## از عدالت الاعظمیٰ

ریاست کیرالہ ودیگراں

بنام

سی۔ ایم۔ فرانسس اینڈ کو۔

(جے۔ ایل۔ کپور، ایم۔ ہدایت اللہ اور جے۔ سی۔ شاہ، جسٹسز)

سیلز ٹیکس۔ کی وصولی۔ ری میڈیز حکام کیلئے کھلا ہے۔ ضابطہ فوجداری، 1898 (V آف 1898)، دفعہ 386(1)(b)۔ ٹراوانکور کوچین جنرل سیلز ٹیکس ایکٹ (XI آف 1125) ملیالم ایرا، دفعات 13 اور 19۔

جواب دہندگان کو ٹراوانکور کوچین جنرل سیلز ٹیکس ایکٹ کے تحت سیلز ٹیکس کا اندازہ لگایا گیا اور ان کے خلاف سیلز ٹیکس کے بقایا جات کی وصولی کے لیے ایکٹ کی دفعہ 13 کے تحت کارروائی شروع کی گئی گویا کہ وہ زمینی محصول کے بقایا ہیں۔ کارروائی نتیجہ خیز نہیں رہی۔ اس کے بعد جرم قبول کرنے والے شراکت داروں کے خلاف ایکٹ کی دفعہ 19 کے تحت مقدمہ چلایا گیا اور مجسٹریٹ نے سیلز ٹیکس کے بقایا جات کی وصولی کے لیے ضلع کے کلکٹر کو ضابطہ فوجداری کی دفعہ 386(1)(بی) کے تحت وارنٹ جاری کیے گویا کہ وہ اس عدالت کی طرف سے عائد جرم مانہ ہے۔ حکام نے ٹراوانکور کوچین ریونیوریکوری ایکٹ 1951 کے ساتھ پڑھے جانے والے ایکٹ کی دفعہ 13 کے تحت دوبارہ کارروائی شروع کی اور کچھ جائیدادیں ضبط کی گئیں۔ مدعا علیہان نے زور دے کر کہا کہ جتنا ان پر ایکٹ کی دفعہ 19 کے تحت مقدمہ چلایا گیا اور مجسٹریٹ نے وارنٹ جاری کیے تھے، ایکٹ کی دفعہ 13 کے تحت وصولی کا طریقہ کار دستیاب نہیں تھا۔

سوال یہ تھا کہ کیا دفعہ 19 کو ایکٹ کی دفعہ 13 پر غالب رکھا جائے گا۔  
یہ مانا گیا کہ ٹراوانکور کو چین جنرل سیلز ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 13 اور 19 کے تحت ٹیکس کے بقایا جات کی وصولی کے لیے کوئی بھی علاج ایک دوسرے کے لیے تباہ کن نہیں تھا اور جب تک کہ واضح الفاظ میں یا ضروری مضمرات کے ذریعے یہ قانون مقرر نہ کیا جائے کہ ایک علاج دوسرے کو خارج کرنا تھا، دونوں علاج حکام کے لیے کھلے تھے اور وہ اپنی مرضی سے ان میں سے کسی ایک کا سہارا لے سکتے تھے۔

شکر صبا ئی بمقابلہ دین ڈائل، آئی ایل آر، (1889) 12 آل۔ 409 (ایف بی)، 418، منظور

شدہ۔

دیوانی اپیل کا حد اختیار : دیوانی اپیل نمبر 279 آف 1959۔

18 نومبر 1957 کے فیصلے اور حکم سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل۔ 1956 کے او۔ پی نمبر 87 میں کیرالہ ہائی کورٹ کے

اے۔ وی۔ سعید محمد، اپیل گزاروں کیلئے۔

جواب دہندگان پیش نہیں ہوئے۔

12 دسمبر 1960 عدالت کا فیصلہ بذریعہ سنایا گیا۔

جسٹس ہدایت اللہ \_ یہ کیرالہ ہائی کورٹ کے 18 نومبر 1957 کے فیصلے کے خلاف اس عدالت کی خصوصی اجازت کے ساتھ ایک اپیل ہے، جو آئین کے آرٹیکل 226 کے تحت ممانعت کی رٹ کے لیے درخواست میں منظور کی گئی تھی۔ ریاست کیرالہ اور کوٹائم اور کنجیر اپلی تعلقہ کے تحصیلدار اپیل گزار ہیں، اور سی ایم فرانس اینڈ کمپنی، جو ایک شراکت داری فرم ہے، پہلا مدعا دار ہے، اور فرم کے شراکت دار بقیہ جواب دہندگان ہیں۔

جواب دہندگان پہاڑی پیداوار جیسے کالی مرچ، ادراک، سپاری وغیرہ میں کاروبار کر رہے تھے، اور 1950 سے 1954 کے سالوں کے لیے ٹراوانکور-کوچن جنرل سیلز ٹیکس ایکٹ 1125 (جسے ایکٹ کہا جاتا ہے) کے تحت سیلز ٹیکس کا اندازہ لگایا گیا تھا۔ جواب دہندگان کو ٹیکس کے طور پر روپے 3-4-1,01,716 کی رقم ادا کرنی ہوگی۔ 1954 میں، ان کے خلاف ایکٹ کی دفعہ 13 کے تحت کارروائی شروع کی گئی، جس میں کہا گیا ہے کہ اگر اس دفعہ میں طے شدہ ٹیکس کی ادائیگی نہیں کی جاتی ہے، تو پوری رقم یا اس کا ایسا حصہ جو واجب الادا ہے، اس طرح وصول کیا جاسکتا ہے جیسے کہ یہ زینی محصول کا بقایا ہو۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کارروائی نتیجہ خیز نہیں تھی، اور فسٹ کلاس مجسٹریٹ، پوننم کی عدالت میں شراکت داروں کے خلاف ایکٹ کی دفعہ 19 کے تحت مقدمہ چلایا گیا۔ جواب دہندگان 2 سے 5 نے جرم قبول کیا، اور مجسٹریٹ نے 18 اکتوبر 1955 کو مندرجہ ذیل حکم جاری کیا:

"جملے یادگیر حتمی ترتیب: اے 1 سے 4 کے درمیان ہر ایک کو 50 روپے جرمانہ ادا کرنے کی سزا سنائی گئی اور نادر ہندہ کو ہر ایک مہینے کے لیے ایس۔ آئی۔ سے گزرنا پڑا۔ اے 1 سے 4 تسلیم کرتے ہیں کہ وہ مجاز اتھارٹی کے مطالبے پر 1950 سے 1954 تک سیلز ٹیکس کے طور پر ان سے واجب الادا روپے 3-4-1,01,716 کی رقم ادا کرنے میں ناکام رہے۔ یہ رقم مجرمانہ جرمانے کی وصولی کے لیے فوجداری ضابطہ عدالت کی دفعات کے تحت مشترکہ طور پر یا الگ الگ، انفرادی طور پر یا اجتماعی طور پر اے 1 سے 4 تک وصول کی جائے گی، گویا یہ اس عدالت کی طرف سے ہر ایک، انفرادی طور پر ملزم اور ان سب پر عائد جرمانہ ہے۔ احساس کے لیے اقدامات کریں۔"

ضابطہ فوجداری کی دفعہ 386 (1) (بی) کے تحت وارنٹ کو ٹائیم ضلع کے کلکٹر کو سیلز ٹیکس کے بقایا جات کی وصولی کے لیے جاری کیے گئے تھے۔ تاہم، حکام نے اراضی کی بازیافت کے مقام کے بقایا جات کے طور پر رقم کی وصولی کے لیے، ٹراوانکور-کوچن ریونیوریکوری ایکٹ، 1951 (VII آف 1951) کی دفعات کے ساتھ پڑھے جانے والے ایکٹ کی دفعہ 13 کے تحت دوبارہ کارروائی شروع کی، اور دوسرے اور تیسرے اپیل کنندگان، کوٹیم اور کانچیراپلی تعلقس کے تحصیلداروں کے دائرہ اختیار میں مدعا علیہان کی کچھ جائیدادیں ضبط کیں۔ اس کے بعد فرم نے آئین کے آرٹیکل 226 کے تحت ممنوعہ رٹ یا دوسرے حکم یا ہدایت کے لیے درخواست دائر کی جس کے تحت ریونیوریکوری ایکٹ کے تحت بقایا جات کی وصولی کی کارروائی کو

کا لعدم قرار دیا جائے۔ عرضی میں مدعا علیہان نے زور دیا کہ چونکہ ان پرائیکٹ کی دفعہ 19 کے تحت مقدمہ چلایا گیا اور مجسٹریٹ نے وارنٹ جاری کیے تھے، اس لیے دفعہ 13 کے تحت وصولی کا طریقہ کار دستیاب نہیں تھا۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ کوڈ آف کرمنل پروسیجر کی دفعہ 386 کے تحت وارنٹ کو ایک فرمان سمجھا جانا چاہیے اور کوڈ آف سول پروسیجر کے تحت فرمانوں پر عمل درآمد کے لیے لاگوسول عمل کے مطابق اس پر عمل درآمد کیا جانا چاہیے۔ اس لیے انہوں نے عرض کیا کہ ایکٹ کی دفعہ 19 کے تحت طریقہ کار اب کھلا نہیں ہے، اور اس کے ساتھ آگے نہیں بڑھایا جاسکتا۔

ایکٹ کی دفعہ 19، جہاں تک اس کا مواد ہے، مندرجہ ذیل ہے:

"کوئی بھی شخص جو،

(ب) اجازت شدہ وقت کے اندر ادائیگی کرنے میں ناکام رہتا ہے، اس ایکٹ پر عائد کوئی ٹیکس، یا

(د) دھوکہ دہی سے اس پر عائد کسی بھی ٹیکس کی ادائیگی سے بچتا ہے۔

فسٹ کلاس کے مجسٹریٹ کے ذریعے سزا سنائے جانے پر جرمانہ عائد کیا جائے گا جو ایک ہزار روپے تک ہو سکتا ہے اور شق (ب)، (د) کے تحت سزا سنائے جانے کی صورت میں مجسٹریٹ حکم میں اس ٹیکس کی وضاحت کرے گا جو سزایافتہ شخص ادا کرنے میں ناکام رہا ہے یا اس سے بچ گیا ہے اور اس طرح بیان کردہ ٹیکس اس طرح وصول کیا جائے گا جیسے کہ یہ فی الحال نافذ ضابطہ فوجداری کے تحت جرمانہ ہو۔

اس سوال سے نمٹنے میں، ہائی کورٹ کے فاضل ججوں نے محسوس کیا کہ ایکٹ کی دفعہ 13 ایک عام قانون کی نوعیت کی ہے، جس پر ضابطہ فوجداری دفعہ 386 کے ساتھ پڑھنے والے ایکٹ کی دفعہ 19 کے ذریعے مقرر کردہ خصوصی طریقہ کار غالب ہونا تھا۔ تاہم، ان کا خیال تھا کہ چونکہ ایکٹ کی دفعہ 19 کے تحت دستیاب تمام عمل ضابطہ فوجداری کی دفعہ 386 کے تحت بھی دستیاب ہیں، اس لیے یہ فیصلہ کرنا ضروری نہیں تھا کہ اگر دفعہ 386 کے تحت کارروائی بے کار ہو جائے تو کیا ہوگا۔ انہوں نے مشاہدہ کیا کہ اگر سوال اٹھتا ہے تو وہ اس پر غور کریں گے۔ ہائی کورٹ نے ممانعت کی رٹ منظور کی تھی۔

مدعا علیہان اس عدالت میں پیش نہیں ہوئے۔ ہم نے اپیل گزاروں کے لیے فاضل وکیل کو سنا ہے، جس نے قانون کی تمام متعلقہ دفعات کی طرف ہماری توجہ مبذول کرائی ہے۔ جو سوال پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ کیا ایکٹ کے دفعہ 13 پر غالب ہونے کے لیے دفعہ 19 کو لیا جانا چاہیے۔ دونوں دفعہ ٹیکس کے بقایا

جات کی وصولی کا طریقہ طے کرتے ہیں، اور جیسا کہ ہائی کورٹ نے پہلے ہی محسوس کیا ہے، ٹیکس چوری کرنے والے سے تعلق رکھنے والی متحرک اور غیر منقولہ جائیدادوں کو ضبط کر کے اور فروخت کر کے وصولی کے عمل کو لاگو کرنے کا باعث بنتے ہیں۔ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ ایک کارروائی دوسرے کے مقابلے میں زیادہ عام ہے، کیونکہ جہاں تک بازیابی کے طریقے کا تعلق ہے، ان کے درمیان بہت کچھ مشترک ہے۔ دفعہ 19، رقم کی وصولی کے علاوہ، مجسٹریٹ کو مجرم قرار دینے اور مجرم کو جرمانے یا جرمانے کی ادائیگی میں ناکامی پر قید کی سزا دینے کا اختیار دیتی ہے۔ ہماری رائے میں، بازیابی کے لیے کوئی بھی علاج دوسرے کے لیے تباہ کن نہیں ہے، کیونکہ اگر دو علاج کھلے ہیں، تو حکام کے اختیار پر رقم کی وصولی کے لیے دونوں کا سہارا لیا جاسکتا ہے۔ شکر سہائی بمقابلہ دین دائل میں جسٹس محمود نے مشاہدہ کیا تھا کہ جہاں قانون دو یا زیادہ سہولت فراہم کرتا ہے، وہاں یہ سوچنے کی کوئی وجہ نہیں ہے کہ ایک دوسرے کو روکتا ہے اور اس لیے دونوں کو اس کے لیے کھلا رہنے کے لیے سمجھنا چاہیے، جو سہولت کا دعویٰ کرتا ہے۔ جب تک کہ قانون میں واضح الفاظ میں یا ضروری مضمرات کے ذریعے یہ بیان نہیں کیا گیا ہے کہ ایک سہولت دوسرے کو خارج کرنا ہے، محمود جے کے مشاہدات کا اطلاق ہونا ضروری ہے۔ ہماری رائے میں، ایکٹ میں ایسی کسی شق کی عدم موجودگی میں، دونوں سہولت حکام کے لیے کھلے تھے، اور وہ اپنی مرضی سے ان میں سے کسی ایک کا سہارا لے سکتے تھے۔

اپیل کی اجازت دی جاتی ہے، اور ہائی کورٹ کے فیصلے کو کالعدم قرار دیا جاتا ہے۔ اگرچہ جواب دہندگان پیش نہیں ہوئے، لیکن مقدمے کے حالات میں ہم سمجھتے ہیں کہ ہمیں حکم دینا چاہیے کہ اخراجات ان دونوں کے ذریعے ادا کیے جائیں گے۔

یہاں اور ہائی کورٹ میں۔

اپیل کی اجازت دی گئی۔